Al-Marjān Research Journal
Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan
HJRS
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Principles and Methodologies for the Implementation of Sharīʿah (Islamic System of Justice and Equity) for the Stability of Pakistan: An Analytical Study

استحکام پاکستان کیلئے نفاذ شریعتِ (اسلامی نظام عدل وقسط) کے اصول و مناہج: ایک تحقیقی جائزہ

Authors

1. Dr. Fatima Noreen
Former Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University (DHA), Lahore, Pakistan.
fatimanoreen34@yahoo.com

2. Dr. Abid Naeem
Associate Professor, Department of Religious Studies, FC College University, Lahore, Pakistan.

Citation

Noreen, Dr. Fatima and Dr. Abid Naeem " Principles and Methodologies for the Implementation of Sharīʿah (Islamic System of Justice and Equity) for the Stability of Pakistan: An Analytical Study." Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 191– 212.

History

Received:Sep 12, 2024, **Revised**: Oct 02, 2024, **Accepted**: Oct 18, 2024, **Available Online**: Nov 05, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Journal

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Principles and Methodologies for the Implementation of Sharīʿah (Islamic System of Justice and Equity) for the Stability of Pakistan: An Analytical Study

استحکام پاکستان کیلئے نفاذ شریعتِ (اسلامی نظام عدل وقسط) کے اصول و مناہج: ایک تحقیقی جائزہ

*ڈاکٹر فاطمہ نورین   * ڈاکٹر عابد نعیم

Abstract

Pakistan is the only one country who came in to being after the State of Madinah for the sake of Islam. The world of changing political systems also agrees that the system established by Prophet Muhammad (SAW) and the Caliphate was ideal. Under Islamic Principles of Jurisprudence, Sources of Sharia (principles of Islamic legislation) which are agreed upon by the Islamic Scholars are four i.e. Quran, Sunnah, consensus of Ummah (Ijmaa) and Qiyaas. Whereas, Public good and interest, Prohibition of evasive legal devices and Common practice and Law (urf) involve the debates on the purpose of Sharia which depends on the implementation of this system of justice. One debate is about Sharia and law and the other comprises on procedure of implementation of just system. The method of Nabi's (SAW) revolution comprises of two words "Dawah and Jihad"; dawah is prominent in his Meccan life whereas Jihad is prominent in Medina's life. For ending the oppression in Pakistan and establishing Justice system, struggle is being carried out in three ways; first one is Democracy, second is Rebellion and Qitaal, and the third methodology involves implementation of Justice in Pakistan through movement and protests. Also, the basic sources of Sharia, a brief introduction to the Prophet's method of enforcing Sharia and the methods by which the struggle for Sharia is going on in Pakistan have been discussed. In this article, it has been proved that the real purpose of the establishment of Pakistan, its stability as well as security, and our success in this world and the hereafter is connected to implementation of Islamic Sharia (System of Justice).

Keywords: Islamic Sharia, System of Justice, Democracy, Rebellion and Qitaal, Movement and Protest

تعارف موضوع

ریاستِ مدینہ کے بعد پاکستان ہی دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پہ معرض وجود میں آیا ہے۔ قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی علماء حق نے نفاذ شریعت کی جدوجہد کا آغاز کر دیا تھا۔ نظام کی تبدیلی کے سلسلے میں کروٹ لیتی ہوئی دنیا کے اہل دانش بھی رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے قائم کردہ اسلام کے نظام عدل وقسط کو آئیڈیل کہتے ہیں۔ اسلامی شریعت کے متفقہ بنیادی مصادر قرآن وسنت اور ثانوی مصادر قیاس واجماع

* سابقہ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور گیریژن یونیورسٹی (ڈی ایچ اے)، لاہور، پاکستان۔
* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ مطالعۂ مذاہب، ایف سی کالج یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

ہیں۔ جبکہ مصلحت، سد الذرائع اور عرف ، یہ مقاصد شریعت کی بحثیں نظام عدل و قسط[1] کے نفاذ کی بحثیں ہیں۔ نفاذ شریعت کا نبوی منہج دعوت وجہاد ہے۔ پاکستان میں ظلم کے خاتمے اور نظام عدل و قسط کے نفاذ کے لیے تین طریقوں سے جدوجہد جاری ہے۔ پہلا جمہوریت دوسرا اجہاد و قتال تیسرا تحریک واحتجاج کے ذریعے نظام عدل وقسط کا نفاذ۔ اس مقالہ میں حقائق کی روشنی میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ قیام پاکستان کا حقیقی مقصد، اس کے تمام مسائل کا واحد حل، استحکام وسلامتی اور دنیاوآخرت کی اصل کامیابی اسلام کے نظام عدل وقسط کے نفاذ سے وابستہ ہے۔

انیسویں صدی کے وسط اور بیسویں کے ابتدائی عشرے میں تقریباً تمام مسلم ممالک استعماری شکنجہ ءاستبداد میں گرفتار ہو چکے تھے۔ لہٰذا ان میں آزادی کی تحریکوں کا آغاز ہوا، جس کے نتیجے میں بیسویں صدی کے وسط ہی میں وہ یکے بعد دیگرے کامیابی سے ہمکنار ہوتی چلی گئیں۔ حصول آزادی کی ان تحریکوں کے بارے میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہ اپنی بنیادی نوعیت کے اعتبار سے دینی یا مذہبی نہ تھیں بلکہ خالص قومی یا سیاسی تھیں اور اصلاً ان سب کا تعلق، تیسری دنیا کے ایک مشترک معاملے(third world phenomenon)سے تھا جس کا مذہب سے براہ راست کوئی تعلق نہ تھا، نہ ہی اسلام کا کہیں نعرہ لگا اور نہ ہی مذہبی جذبے کو ابھارنے(invoke)کی کوشش کی گئی بلکہ اکثر وبیشتر نے تو صرف جذبہ ء حریت کو للکارا، یا کسی لسانی یا نسلی عصبیت کو ابھارا گیا سوائے تحریک پاکستان کے ،کہ یہاں تو پورا برصغیر، درہ ءخیبر سے لے کر راس کماری تک اور مکران سے لے چٹاگانگ تک کے تمام مسلمانوں کا اصل نعرہ ہی یہ تھا: پاکستان کا مطلب کیا ؟ لاالٰہ الا اللہ، تیرا میرا رشتہ کیا؟لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

افسوس! قیام پاکستان کے بعد دوسوسالہ غلامی کے اثرات کا ظہور وعدہ خلافی کی صورت میں ہوا۔ اور ملت اسلامیہ پاکستان بحثیت مجموعی اپنی تمام دعاؤں اور التجاؤں اور درخواستوں اور عرضداشتوں کو بُھلا کر، تمام عہد ومیثاق اور قول وقرار فراموش کر کے آزادی کے مادی ثمرات سمیٹنے کے سلسلے میں مقابلہ ومسابقت میں مگن ہو کر رہ گئی، جس کی دوہری سزا ایسے ملی کہ منافقت کا شکار ہو کر لسانی، ثقافتی اور علاقائی عصبیتوں کا شکار ہو گئی، جس کے نتیجے میں ملک خداداد ہی دولخت ہو گیا اور مشرقی پاکستان نے علیحدگی کے ساتھ ہی اپنا تعارف وتشخص بھی بدل ڈالا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ بچے کھچے پاکستان میں ایک طرف صوبائی، ثقافتی اور لسانی بنیاد پر تقسیم کے شعور پر فسادات بڑھ رہے ہیں تو دوسری جانب بددیانتی، لوٹ گھسوٹ کی وجہ سے ملک مفلوک الحالی کا شکار ہو کر قرضوں کے بوجھ تلے دب چکا ہے۔ ایسے حالات میں "پاکستان کے مسلمانوں میں مقاصد کی یکجہتی اور ہم آہنگی صرف مسلم قومیت کے تصور اور محض قوم پرستانہ جذبے کی بنیاد پر پیدا نہیں ہوسکتی بلکہ انہیں کوئی شے"بنیان

[1] بعض اہل علم نفاذِ شریعت کی بجائے نظام عدل و قسط کی اصطلاح کو زیادہ جامع سمجھتے ہیں جو کہ وہ سورۃ الحدید آیۃ 25 سے اخذ کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ہمارے ہاں نفاذ شریعت کا عمومی مفہوم یہی سمجھا جاتا ہے کہ چند حدود کو نافذ کر دیا جائے بس یہی نفاذِ شریعت ہے حالانکہ دین اسلام میں نفاذ شریعت سے مراد صرف حدود کا نفاذ نہیں ہوتا بلکہ معاشرتی، معاشی، تعلیمی، عدالتی، سیاسی، ریاستی، صحافتی، قانونی اور آئینی نظام حتی کہ ہر شعبۂ زندگی میں اسلامی اصول وضوابط کا نفاذ ہوتا ہے اور ان سب کے لیے ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی کتاب " منہج انقلاب نبوی" میں یہی جامع اصطلاح "نظام عدل وقسط" استعمال کی ہے جو ان کے مطابق انہوں نے قرآن کریم سورہ الحدید آیۃ:25 سے اخذ کی ہے۔ اس سے مراد ہر شعبۂ زندگی سے ظلم وزیادتی کا خاتمہ اسلامی نظام عدل وقسط کا قیام ہے اور یہی جہاد کی علت ہے جو کہ سورۃ الحج 39:22 سے ثابت ہے۔

al-Ḥadīd 57:25.

مرصوص" (سیسہ پلائی دیوار[2]) بنا سکتی ہے تو صرف وہی مذہبی جذبہ ہو سکتا جو اس اسلام کے ساتھ حقیقی تعلق اور کردار و عمل کے واقعی رشتے سے پیدا ہو اور اسی سے غذا حاصل کرے اور نشو نما پائے[3]"۔

قیامِ پاکستان کے بعد نفاذ شریعت (نظام عدل وقسط) کے لئے علماء حق کے مطالبے پر جب دستور سازی کے ضمن میں ایوان اقتدار سے یہ شوشہ چھوڑا گیا کہ کس کا اسلام نافذ کیا جائے، سنّی یا شیعہ؟ اہل حدیث یا حنفی؟ بریلوی یا دیوبندی کا۔۔۔؟ تو اس چیلنج کے جواب میں 1951ء میں مختلف فقہی مکاتب فکر کے 31 جید اور سربر آوردہ علماء کرام نے کامل اتفاق رائے کے ساتھ ملکی دستور کو اسلامی بنانے کے لئے 22 نکاتی فارمولا پیش کر دیا[4]۔ جو آج بھی حجت قاطعہ کے طور پر قائم ہے۔

امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین کے مطابق "ہماری رائے میں پاکستان کو ایک اکائی کی حیثیت میں قائم رکھنے اور مضبوط کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنے اصل مقصد کی طرف لوٹیں اور جس نظریہ کی بنیاد پر اس ملک کو معرض وجود میں لایا گیا تھا اس نظریہ کو تمام تر نظام زندگی کی جڑ اور بنیاد قرار دے کر پاکستان کو ایک حقیقی اسلامی ریاست بنانے کی جدوجہد کا آغاز کریں کیونکہ اسلامی نظامِ عدل وقسط کا نفاذ ہی پاکستان کو مستحکم اور قائم و دائم رکھنے کی واحد بائنڈنگ فورس ہے"[5]۔ نظام کی تبدیلی کے سلسلے میں کروٹ لیتی ہوئی دنیا بھی اس بات کی معترف ہے کہ آنحضورؐ کا برپا کیا ہوا انقلاب اور خلافت راشدہ میں نافذ شدہ نظام ہی آئیڈیل ہے۔ ہندو راہنما گاندھی جیسے لوگوں نے بھی کہا کہ خلافت راشدہ کے اصول اپناؤ[6]۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں ایک لیکچر دیتے ہوئے شہزادہ چارلس نے کہا تھا کہ دنیا کا موجودہ نظام ناکام ہو چکا ہے۔ متبادل نظام کے لئے اسلام کا مطالعہ کرو، اور اسلام کو سٹڈی کرتے ہوئے دو باتیں بھول جاؤ کہ ہمارے بڑے اسلام کے بارے میں کیا کہتے رہے اور موجودہ مسلمان کیا ہیں[7]۔

ان بیانات کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ اب تو متعصب قسم کے غیر مسلم راہنما بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ دنیا میں امن وخوشحالی کا ضامن محمد رسول اللہ ﷺ کا قائم کردہ نظامِ عدل وقسط ہی ہے۔ راقمہ نے اس مقالہ کو آسان اور عام فہم بنانے کے لئے تین مبحث میں تقسیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ مبحث اوّل مصادر شریعت کے بارے میں ہے، مبحث دوم میں پاکستان میں اسلام کے نظامِ عدل وقسط کے نفاذ کے مناہج کا بیان ہے اور مبحث ثالث میں قیام پاکستان کے حوالے سے ان خدائی تدابیر کا بیان ہے جو قیامِ پاکستان کے پس منظر اور مابعد کی ہیں اور اس ضمن میں رسول اللہؐ کی ان احادیث کا بیان ہے جن میں کل عالم دنیا پر دین حق کے غلبے کی خوشخبریاں دی گئی ہیں جس کا آغاز سرزمین پاکستان اور افغانستان (جس کو زمانہء رسالت میں خراسان کہا جاتا تھا) سے ہونا ہے۔

---

[2] al-Ṣaff 61:4.

[3] Aḥmad, Isrār. *Istiḥkām-i Pākistān.* Lahore: Anjuman Khuddam-ul-Qur'ān, 2014, 97–98.

[4] Aḥmad, Navīd. "Islāmī Riyāsat aur Nafādh-i Sharī'at." *Na dā-yi Khilāfat,* September 6, 2021, 32, 22.

[5] Shaikh, Shujāʿ al-Dīn. "Nafādh-i Dīn-i Islām Muhim: Amīr Tanẓīm-i Islāmī kā Khuṣūṣī Payām." *Na dā-yi Khilāfat,* August 31 – September 6, 2021, 32.

[6] Gandhi, Mohandas K. *Gandhi on Islam.* Edited by Michael Nagler. Berkeley Hills, 2006, 31–38.

[7] Kramer, Martin. "Fundamentalist Islam at Large: The Drive for Power." *Middle East Quarterly,* 1996. Retrieved November 15, 2021, from https://www.meforum.org/304/fundamentalist-islam-at-large-the-drive-for-power.

مبحث اوّل: مصادر شریعت

پاکستان میں مختلف مناہج کے ذریعے نظام عدل وقسط کے نفاذ کی جدوجہد جاری ہے۔ مناسب ہے کہ ان مناہج کے تذکرے سے پہلے مصادر شریعت اوران کے متفقہ مآخذ کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے۔ اصول فقہ میں مصادرِ شریعت یعنی اسلامی قانون سازی کے اصول اور ان کے مآخذ جن پر سب علماء کا اتفاق ہے، وہ چار ہیں۔ قرآن کریم، سنت نبوی، اجماع امت، قیاس جبکہ مصلحت، سد الذرائع اور عرف، یہ مقاصد شریعت کی بحثیں دراصل (اسلامی شریعت) نظام عدل وقسط کے نفاذ کی بحثیں ہیں، یعنی ایک بحث تو شریعت و قانون کی ہے اور دوسری اس کے نفاذ کے طریق کار پر مشتمل ہے۔ جیسے پروسیجرل لاء (Procedural law) کی مثال ہے لہٰذا کتاب و سنت کے احکامات کے نفاذ اور اجراء(Application) میں مصلحت، سد الذرائع اور عرف، ان مقاصد شریعہ کو مد نظر رکھنے کا معنی منہاج محمدیؐ کو سامنے رکھنا ہے۔ شریعت محمدیؐ کتاب و سنت ہے اور اس کے نفاذ کا محمدی طریق کار دو اقسام پر مشتمل ہے:

نمبر1: اجمالی منہج: یہ دعوت وجہاد ہے۔

نمبر2: تفصیلی منہج: یہ مصلحت عامہ(Public good and interest)

سد الذرائع(Prohibition of evasive legal devices)

عرف(Common practice and Law)اور مقاصد شریعت(Purposes of Sharia)وغیرہ کی ابحاث ہیں۔

شریعت محمدیہ کے بنیادی مصادر قرآن وسنت ہیں اور ثانوی مصادر میں اجماع، قیاس ہیں اور فقہاء کے مابین شریعت کے اختلافی مصادر میں شرائع من قبلنا، قول صحابی، مصالحہ مرسلہ اور استصحاب جیسے مسائل شامل ہیں[8]۔

جب ہم سیرت النبیؐ اور انقلاب محمدیؐ کا جائزہ لیتے ہیں تو انقلاب منہج نبوی میں، آپؐ کی مکّی زندگی میں دعوت کا غلبہ ہے جبکہ مدنی زندگی میں جہاد غالب ہے۔ پس انقلاب نبوی کا منہاج اجمالاً دو الفاظ پر مشتمل ہے "دعوت و جہاد"۔ اسی طرح انقلاب کی دو سطحیں ہیں ایک انفرادی اور دوسری اجتماعی۔ انفرادی اصلاح یا شخصی تزکیہء نفس، یہ بندے کا تعلق مع اللہ قائم کرنے کے لئے اور انفرادی زندگی میں انقلاب لانے کے لیے دین کی دعوت دینا، اس سے زیادہ مؤثر کوئی اور طریق کار نہیں ہے۔ جو شخص بھی سیرت نبوی کا مطالعہ کرتا ہے وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ عشرہ مبشرہ اور سابقون الاولون اور کبار صحابہ کرامؓ جیسی اعلیٰ ترین شخصیات دعوت و تبلیغ اور صبر و تحمل کے ماحول میں پروان چڑھی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ذاتی زندگی میں تبلیغی جماعتوں نے جو رجال کار پیدا کیے ہیں، ان کی تعداد تبلیغی جماعتوں کی مجموعی تعداد سے کم ہی کیوں نہ ہو، امر واقعہ یہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں ایسی شخصیات نہ تو تصوف کے حلقے پیش کر سکے اور نہ ہی بیعتِ ارشاد کے جملہ سلاسل[9]۔

اس کے برعکس اجتماعی سطح پر تبدیلی کے لئے انقلاب اور نظام عدل کے قیام کے لیے جہاد سے بہتر کوئی منہج موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہؐ کی مدنی زندگی میں اور خلافت راشدہ میں نظام عدل وقسط کے قیام کے لیے اسی طریق کار کو اختیار کیا گیا ہے۔

---

[8] Zuhailī, Wahbah. *Uṣūl al-Fiqh al-Islāmī.* Damascus: Dār al-Fikr, 1986, 27:3.

[9] *ʿAṣr Ḥāḍir meṅ Takfīr, Khurūj, Jihād aur Nafādh-i Sharīʿat kā Minhāj.* Lahore: Maktabah Raḥmat-ul-ʿĀlamīn, n.d., 244.

ا: انفرادی سطح پر نظام عدل وقسط (شریعت) کے نفاذ کا منہج دعوت

دعوت کا پہلا مرحلہ تبلیغ (یعنی پیغام پہنچانا) ہے اور یہ ابتدائی درجہ ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جس کے پاس کتاب وسنت کا جو بھی علم ہے وہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ آنحضورؐ کو حکم دیتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ[10]

"اے رسولؐ جو کچھ بھی آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے آپؐ پہنچا دیجئے اور اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا تو آپؐ نے اپنی رسالت کا حق ادا نہ کیا"[11]۔

اس آیہ مبارکہ میں بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ سے واضح کر دیا گیا ہے کہ تبلیغ قرآن وسنت کے ذریعہ سے ہو گی۔ تبلیغ رسالت کی ذمہ داری جو آپؐ کے کاندھوں پر تھی حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے وہ اپنی امت کو سونپ دی، خطبہ کے اختتام پر آپؐ نے سوال کیا:

أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟»، قَالُوا: نَعَمْ،قَالَ:اللَّهُمَّ اشْهَدْ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ،فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ[12]

(آپؐ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر تقریباً ایک لاکھ 24 ہزار صحابہؓ سے سوال کیا) کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! آپؐ نے عرض کی اے اللہ گواہ رہنا (یہ اقرار کر رہے ہیں پھر آپؐ نے فرمایا) پس جو تم میں سے حاضر ہے وہ اس پیغام کو پہنچا دے ان تک جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں یہ پیغام پہنچایا جائے گا وہ اس پیغام کو یہاں سے سننے والوں سے زیادہ محفوظ رکھنے والے ہوں گے۔

اس سے ثابت ہوا کہ تبلیغ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کا یہ فرض تب ادا ہو گا جب وہ تبلیغ کتاب وسنت سے ہو گی۔ اللہ کے رسولؐ نے بھی جس تبلیغ پر گواہی لی یا جس پیغام کو پہنچانے کا حکم دیا ہے وہ کتاب وسنت ہی کی تبلیغ ہے۔ اس لحاظ دیکھا جائے تو خصوصاً آپؐ کا آلہء تبلیغ وانقلاب قرآن ہی تھا اور آج دور حاضر میں ملت اسلامیہ کے لئے بھی آلہ تبلیغ وانقلاب یہی قرآن حکیم ہی ہونا چاہیے۔ لہٰذا رجوع الی القرآن کی دعوت وسیع پیمانے پر ہونی چاہیے۔ تبلیغ کے بعد دعوت کا مرحلہ ہے اور دعوت ہی کی اصطلاح سے قرآن کریم نے دعوت کے طریق کار کو واضح کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ[13]

---

[10] al-Mā'idah 5:67.

[11] *Al-Qur'ān al-Karīm wa Tarjumatuhu wa Maʿānīhi wa Tafsīruhu ilā al-Lughat al-Urdūiyyah.* Riyadh: Majmaʻ al-Malik Fahd li-Ṭibāʻat al-Muṣḥaf al-Sharīf, n.d.

[12] al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Al-Jāmiʿ al-Musa n nad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min Umūr Rasūl Allāh Ṣallā Allāh ʿAlayhi wa Sallam wa Sunanihi wa Ayyāmihi.* Riyadh: Dār al-Salām li-al-Nashr wa-al-Tawzīʻ, March 1999, 2:620.

[13] Fuṣṣilat 41:33.

"اور اس سے بڑھ کر بہترین بات کس کی ہو گی جو اللہ کی طرف پکارے اور نیک عمل کرے اور کہے: میں تو مسلمانوں میں سے ہوں"۔

اس آیہ مبارکہ سے واضح ہو گیا ہے کہ مطلوبِ دعوت، اللہ کی بندگی کی دعوت ہے اور اس کے لئے داعی کو خود بھی عامل ہونا چاہیے۔ داعی کا تشخص مسلمان ہونے کی حیثیت سے منظر عام پر آئے، نہ کہ کسی خاص مسلک کے نمائندے یا کسی جماعت کے رکن کی حیثیت سے۔ اگرچہ مسلک، جماعتوں اور تحریکوں کا جواز موجود ہے "وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا "[14] اکثر اوقات فقہی مسالک، مذہبی جماعتوں اور اسلامی تحریکوں میں اپنے مسلک کے حوالے سے تعصب اور غلو پایا جاتا ہے اور ان کی دعوت کا اصل مقصد اپنی تعداد بڑھانا بن جاتا ہے..... پس کسی جماعت کا آغاز تو دعوت الی اللہ سے ہوتا ہے لیکن کچھ عرصہ بعد اللہ پیچھے رہ جاتا ہے اور جماعت یا تحریک کا مسلک آگے آجاتا ہے"۔[15] دعوت و تبلیغ میں حکمت، مصلحت، سد الذرائع اور عرف وغیرہ کا لحاظ رکھنے کا بھی شریعت نے حکم دیا ہے:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ[16]

"تم اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت، اچھی وعظ و نصیحت کے ساتھ اور احسن طریقے سے مجادلہ کے ساتھ"۔

درج بالا آیہ مبارکہ میں دعوت و تبلیغ میں حکمت و مصلحت کا لحاظ رکھنے کا حکم ہے اور مجادلہ میں بھی احسن اور بہترین طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں درج ذیل آیات مبارکہ میں دعوت و تبلیغ کے طریق کار کو مفصل بیان کیا گیا ہے:

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا[17]

اور جب جاہل لوگ ان سے بحث و مباحثہ کرنے پہ آتے ہیں تو وہ انہیں سلام کہہ دیتے ہیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ[18]

اور مت گالی دو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ براہِ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي [19]

آپ کہہ دیجیے میری راہ یہی ہے، میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ۔

---

[14] al-Ḥujurāt 49:13.

[15] *ʿAṣr Ḥāḍir meṅ Takfīr, Khurūj, Jihād aur Nafādh-i Sharīʿat kā Minhāj.* Lahore: Maktabah Raḥmat-ul-ʻĀlamīn, n.d., 246.

[16] al-Naḥl 16:125.

[17] al-Furqān 25:63.

[18] al-Anʿām 6:108.

[19] Yūsuf 12:108.

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ[20]

آپؐ اپنے قریبی رشتے داروں کو خبر دار (مطلع) کر دیجیے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ[21]

پس آپؐ اس حکم کو جو آپؐ کو دیا جارہا ہے کھول کر سنا دیجیے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجیے۔

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا [22]

بے شک ہم نے اس قرآن کو آپؐ کی زبان سے بہت آسان کر دیا ہے کہ آپؐ اس کے ذریعے سے پرہیز گاروں کو خوشخبری دیں اور جھگڑالو لوگوں کو خبر دار (متنبہ) کر دیں۔

رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا [23]

(نوحؑ نے عرض کی) اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات دن تیری طرف بلایا ہے۔

ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا[24]

اور بے شک میں نے ان سے علانیہ بھی کہا اور چپکے چپکے بھی دعوت دی۔

درج بالا آیات میں دعوت و تبلیغ کا مفصل طریق کار بیان ہے اور غور و فکر کرنے والوں کے لیے علم و حکمت کے بیش خزانے موجود ہیں۔ لہٰذا انفرادی زندگی میں نفاذِ شریعت کے لیے بہترین اسلوب اخلاص و عمل کی بنیاد پر کتاب و سنت کی دعوت و تبلیغ ہے۔ ہمارے ہاں دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والی جماعتیں اللہ تعالیٰ کے دین کے نفاذ کے لیے انفرادی اور اس سے بڑھ کر خاندانی سطح پر انقلاب برپا کر رہی ہیں۔ ہر فرد ایک خاندان کی اور ایک خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور اجتماعی سطح پر انقلاب ان معاشرتی اکائیوں ہی سے برپا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے انفرادی سطح پر نظام عدل وقسط کے قیام کے لیے تبلیغی جماعتوں کا کام قابل تحسین ہے اگرچہ ان جماعتوں کے دعوت و تعلیم کے طریق کار میں بہتری اور قرآن و سنت کو بطور نصاب تبلیغ بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ لھٰذا ان جماعتوں کے اکابرین کو اس طرف توجہ دلانا انتہائی ضروری ہے۔

ب: اجتماعی سطح پر نظام عدل وقسط (شریعت) کے نفاذ کا منہج جہاد

قرآن و حدیث کی روشنی میں جہاد ایک وسیع المفہوم اصطلاح ہے جس میں دین اسلام کو غالب کرنے کے لیے کی جانے والی ہر جد و جہد شامل ہے مگر جہاد کا معنی صرف قتال نہیں، اس ضمن میں جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان جنگ میں لڑنا چونکہ افضل ترین عمل ہے اس لیے قرآن و حدیث میں جہاد کی اس آخری صورت یعنی قتال فی سبیل اللہ کو بکثرت جہاد سے موسوم کیا گیا ہے۔ قتال جہاد کی شاخوں میں ایک بلند ترین چوٹی ضرور ہے۔

[20] al-Shuʿarā' 26:214.

[21] al-Ḥijr 15:94.

[22] Maryam 19:97.

[23] Nūḥ 71:5.

[24] Nūḥ 71:9.

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جہاد کی اصطلاحی تعریف کے ضمن میں لکھتے ہیں:

بذل الجهد فی قتال الكفار و يطلق ايضاً علیٰ مجاهدة النفس و الشيطان و الفساق. فاما مجاهدة النفس: فعلی تعلم امور الدين ثم علی تعليمها : و اما مجاهدة الشيطان. فعلی دفع ماياتی به من الشبهات و ما يزينه من الشهوات واما مجاهدة الكفار : فتقع باليد و المال و اللسان والقلب واما مجاهدة الفساق فباليد ثم اللسان ثم القلب.[25]

کفار کے خلاف انتہائی جدوجہد اور طاقت کا استعمال قتال ہے۔ اسی طرح نفس (کی سرکشی)، شیطان اور فاسقوں کے خلاف جہدوجہد کرنے پر بھی لفظ جہاد کا ہی اطلاق ہوتا ہے۔ جہاد بالنفس یہ ہے کہ دین کی بنیادی تعلیمات کا حصول اور ان پر عمل کرنا نیز دوسرے لوگوں کو بھی ان تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔ جہاد بالشیطان یہ ہے کہ شیطانی شبہات اور ترغیبات کا رد اور ان کے خلاف مزاحمت کی جائے۔ جہاد بالکفار یہ ہے کہ ان کے خلاف اپنے ہاتھ، مال، زبان اور دل کے ساتھ جہاد کیا جائے اور فاسقوں (منافقین) کے خلاف بھی اپنے ہاتھ یا پھر دل کے ساتھ جہاد کیا جائے۔

درج بالا اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کے نزدیک بھی قتال بالکفار جہاد ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دین اسلام کو غالب کرنے کے حوالے سے کی جانے والی ہر کوشش بھی اصطلاحی طور پر جہاد میں شامل ہے۔ علامہ ابن حجرؒ مزید لکھتے ہیں:

والتحقيق ايضا ان جنس جهاد الكفار متعين على كل مسلم اما بيده و اما بلسانه و اما بماله و اما بقلبه والله اعلم. [26]

تحقیق کے لحاظ سے بھی یہ ثابت شدہ امر ہے کہ ہر مسلمان پر کفار کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے، خواہ وہ ہاتھ کے ساتھ جہاد کرے یا زبان سے یا مال سے یا دل کے ساتھ۔

سلف صالحین کے ترجمان علامہ ابن قیمؒ نے بھی جہاد کو محض قتال تک محدود کرنے کی بجائے اسے ایک وسیع مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے جہادی غزوات کے ضمن میں رقم طراز ہیں: جہاد دین اسلام کا عظیم الشان چوٹی کا نیک عمل ہے۔ مجاہدین کے لیے جس طرح دنیا میں رفعت و عظمت ان کا مقدر ہے اسی طرح جنت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ ترین درجات سے نوازے گا۔ ایک مسلم کا اللہ کے دشمنوں کے خلاف میدان جنگ میں جہاد کرنا اس بات پر منحصر ہے کہ بندہ پہلے اللہ کے لیے اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ[27]

---

[25] Ibn Ḥajar, Shihāb al-Dīn Aḥmad ibn ʿAlī ibn Muḥammad ibn ʿAlī ibn Maḥmūd ibn ʿAlī al-'Asqalānī. *Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī.* Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1379 AH, 6:38.

[26] Ibn Ḥajar, *Fatḥ al-Bārī,* 6:38.

[27] Ibn Ḥanbal, Aḥmad. *Al-Musnad.* Damascus: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, March 16, 2009, 6:31;
Ibn Ḥibbān. *Al-Ṣaḥīḥ. Kitāb al-Siyar, Bāb al-Hijrah,* 4862;

یعنی مجاہد وہ ہے جس نے اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس کے خلاف جہاد کیا۔

گویا دشمن کے خلاف جہاد کرنے سے پہلے اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے کیونکہ جو شخص اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی اور دیگر احکام کا پابند نہیں بناتا اس کے لیے دشمن کے خلاف میدان کارزار میں نکل کر جہاد کرنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ ممکن ہی نہیں رہتا کیونکہ جو شخص اپنے پہلو کے دشمن یعنی خواہشات نفس کے ہاتھوں مغلوب ہو اور اُن کے خلاف جہاد نہ کرے تو وہ خارجی دشمن کے خلاف جہاد کیسے کر سکتا ہے۔۔۔؟ علامہ ابن قیمؒ مزید لکھتے ہیں کہ جہاد کے چار درجے ہیں:

1۔ نفس کے خلاف جہاد 2۔ شیطان کے خلاف جہاد 3۔ کفار کے خلاف جہاد 4۔ منافقین کے خلاف جہاد

1۔ جہاد بالنفس

اس کے مزید چار درجے ہیں:

1. ہدایت و راہنمائی اور سچے دین کی ان ضروری تعلیمات کے حصول کے لیے انسان نفس کے ساتھ جہاد کرے جن کے بغیر اخروی نجات ممکن نہیں اور جن کے حصول سے دنیا و آخرت کی کامیابی ممکن ہے۔
2. ان تعلیمات کے حصول کے بعد ان پر عمل پیرا ہونے کے لیے نفس کے خلاف جہاد کرے، کیونکہ علم بغیر عمل کے فائدہ مند نہیں ہے۔
3. انسان دین حق کی ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے بعد دوسروں کو تبلیغ کرے جو کہ ان تعلیمات سے بے خبر ہیں ورنہ بصورت دیگر وہ کتمان علم کا مرتکب ہو گا اور اس کا علم اس کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔
4. توحید الٰہی اور دین حق کی تبلیغ میں جو مشکلات، تکالیف و مصائب پیش آئیں ان پر صبر کرنے کے لیے نفس کے ساتھ جہاد کرنا اور مخلوق کی اس ایذا رسانی کو رضائے الٰہی کے لیے برداشت کرنے کے لیے نفس کو تیار کرنا۔

2۔ جہاد بالشیطان

جہاد بالشیطان کے دو مرتبے ہیں:

1. شیطان کی طرف سے ایمان کے خاتمے کے لیے جو بندہ مسلم کے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں، ان کے خلاف جہاد کرنا اس کے لیے یقین کامل کی ضرورت ہے۔
2. شیطان کی طرف سے بری خواہشات اور غلط ارادوں کے جو خیالات دل میں پیدا کئے جاتے ہیں ان کے خلاف جہاد کرنا اس کے لیے صبر کامل کی ضرورت ہے۔

3۔ جہاد بالکفار و المنافقین

اس کے چار مراحل ہیں۔ یعنی دل، زبان، مال اور جان کے ساتھ جہاد کرنا۔ جان یعنی قوت کے ساتھ جہاد کرنا کفار کے ساتھ خاص ہے جبکہ منافقین کے ساتھ جہاد باللسان ہو گا۔

---

al-Ḥākim. *al-Mustadrak. Kitāb al-Īmān,* 24, 1:11.

4۔ ظالموں اور بدعتیوں کے خلاف جہاد

ظالم اور اہل بدعت کے خلاف جہاد کے تین مراتب ہیں:

1. فلیغیره بیده، اگر استطاعت ہو تو زور بازو سے (قوت) سے جہاد کرو۔
2. فان لم یستطع فبلسانه۔ اگر بزور قوت روکنے کی صلاحیت نہیں تو زبان سے جہاد کرو۔
3. فان لم یستطع فبقلبه۔ اور اگر زبان سے جہاد کرنے کی طاقت نہ ہو تو دل میں (ایسے لوگوں کو برا سمجھ کر) جہاد کرو۔

علامہ ابن قیمؒ نے اس بحث میں جہاد کے تیرہ مراحل بیان کیے ہیں۔ مزید لکھتے ہیں کہ:

> جو شخص اس حالت میں وفات پا جائے کہ اس نے ان مراحل میں سے کسی ایک مقام پر بھی جہاد نہیں کیا اور نہ ہی اس کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا تو وہ نفاق کی ایک شاخ پر مرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے نفس اور شیطان کے خلاف جہاد کرنا ہر حال میں فرض عین ہے جس کی ادائیگی بذات خود ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جبکہ کفار اور منافقین کے خلاف اگر اُمت کے کچھ لوگ ضرورت کے مطابق جہاد میں مصروف ہوں تو پھر ان کا جہاد اور دیگر افراد کے لیے بھی کافی ہو گا۔[28]

واضح رہے کہ زبان، دل اور مال کے ساتھ کی جانے والی کوشش کو قتال تو نہیں کہا جا سکتا لیکن یہ جدوجہد بہر حال جہاد کے زمرے میں ضرور شامل ہے۔ اسی طرح قتال تو ہر مسلمان کفار کے خلاف نہیں کر سکتا اور نہ ہی عملاً ایسا ممکن ہے جبکہ جہاد کسی نہ کسی صورت میں ہو سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اہل علم کے نزدیک بھی جہاد اور قتال الگ الگ اصطلاحات ہیں۔ یہاں اجتماعی سطح پر نظام عدل و قسط کے نفاذ کے لیے جہاد کے حوالے سے آنحضورؐ کی حدیث مبارکہ بنیادی اہمیت کی حامل ہے:

> عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ، وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ، وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ[29]
>
> "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسی قوم میں کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کے حواری اور ایسے ساتھی نہ ہوں جو اس کے طریقے کے مطابق چلتے تھے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد کچھ ناخلف قسم کے لوگ ان کے جانشین بنے جو ایسی باتیں کہتے تھے کہ جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے جس پر عمل کرنے کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پس جس نے

---

[28] Ibn Qayyim, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Abī Bakr al-Jawzī. *Zād al-Maʻād fī Hudā Khayr al-ʻIbād.* Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 3rd ed., 2019, 3:6–10.

[29] Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusaīn, al-Qushīrī. *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ.* Beirut: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1:69.

ان کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کیا وہ مؤمن ہے اور جس نے ان کے ساتھ اپنی زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے ان کے ساتھ اپنے دل سے جہاد کیا وہ مؤمن ہے اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے"۔

درج بالا حدیث نبوی کے مطابق ناخلف حکمرانوں کے خلاف جہاد ہر مسلمان پر اس کی صلاحیت کے مطابق فرض ہے اور اس جہاد کا کم از کم درجہ ان حکمرانوں کے خلافِ اسلام اعمال وافعال سے دل سے نفرت کرنا ہے اور اعلیٰ ترین درجہ انہیں مسند اقتدار سے ہٹانے کے لیے عملی جدوجہد کرنا ہے۔ اللہ کے نزیک پسندیدہ دین اسلام ہے اور یہی نظام عدل وقسط ہے، اس دین کا نفاذ غلبے اور اقتدار کے ذریعے ممکن ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اسلام اپنے قیام کے لیے ظلم کا خاتمہ چاہتا ہے۔ کسی شخص کے مسلمان ہونے کا بنیادی تقاضہ ہے کہ وہ صرف دین اسلام ہی کو دینِ عدل مانے اوراس کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرے۔ تو نظام عدل کے قیام اور ظلم کے خاتمے کے لیے جدوجہد کرنا ایک مسلمان کا دینی، اخلاقی اور منطقی فریضہ ہے۔ اسی ظلم کے خاتمے کے لیے اللہ تعالیٰ ایسی مسلم جماعت کے ساتھ بھی قتال کو ضروری قرار دیتے ہیں جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ[30]

اور اگر مسلمانوں میں سے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان کے مابین صلح کروادو پھر اگر کوئی جماعت دوسری جماعت پر ظلم کرے تو تم قتال کرو اس جماعت سے جو ظلم وزیادتی کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

مبحث دوم: پاکستان میں نظام عدل وقسط کے نفاذ کے مناہج

استحکامِ پاکستان کے لئے ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ جس نظریہ کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا اس کو عملی تعبیر دی جائے یعنی اسلام کے عادلانہ منصفانہ نظام کو یہاں نافذ کر دیا جائے لہٰذا ظلم کے خاتمے اور نظام عدل وقسط کے نفاذ کے لیے پاکستان میں تین طریقوں سے جدوجہد جاری ہے۔

1۔ جمہوریت اورانتخابی سیاست:

انتخابات کے ذریعے باصلاحیت حکومت کا انتخاب اس طریق کار کو اہل علم کی کثیر تعداد نے ناپسندیدہ قرار دیا ہے جن میں مصور پاکستان علامہ اقبال بھی شامل ہے۔ ان کے جذبات کی عکاسی ان کے اکثر اشعار سے ہوتی ہے مثلاً۔

کیا تو نے دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر[31]

علامہ اقبال بانگ درامیں فرماتے ہیں

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی نیلم پری![32]

ضرب کلیم میں علامہ لکھتے ہیں:

جمہوریت اک طرز حکومت ہے جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے[33]

[30] al-Ḥujurāt 49:9.

[31] Iqbāl, Muḥammad. *Armaghān-i Ḥijāz.* Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1986, 650.

[32] Iqbāl, Muḥammad. *Bāng-i Darā.* Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1986, 261.

قرآنی آیات سے بھی یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ لوگوں کی اکثریت جاہل ہے اور جاہل لوگ اچھے لوگوں کا انتخاب کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ انتخابی سیاست میں کس قدر گندگی غنڈہ گردی، کرپشن وڈیرہ شاہی اور استحصال موجود ہے۔ انتخابی سیاست کے بارے میں دوسری رائے یہ ہے کہ اصل میں یہ نظام تو غلط ہے لیکن اس غلط نظام کی اصلاح کے لیے اس کا حصہ بن کر اس اصلاح کی جائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں کچھ اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ایک غلط نظام کی اصلاح کے لیے اس نظام میں شامل ہو کر اس کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔ اس کے جواز کے دلائل اور تفصیل مشہور عالم دین مولانا ثناء اللہ مدنی کے فتاویٰ میں موجود ہے۔[34]

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ بعض مذہبی جماعتیں ایسی بھی ہیں جو سیاست میں حصہ تو لیتی ہیں لیکن ان کا مقصد نظام عدل وقسط کا قیام نہیں بلکہ ان کے کچھ اور ہی ذاتی، سیاسی اور گروہی مقاصد مطمع نظر ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں حافظ زبیر لکھتے ہیں کہ "ہمارے خیال میں اس باطل سیاسی اور انتخابی نظام میں شمولیت کی اجازت صرف اس صورت میں جائز ہو سکتی ہے جبکہ کوئی بڑا شرعی مقصد مثلاً اسلامی نظام عدل وقسط کا قیام کسی جماعت کی سیاست کا بنیادی منشور ہو"۔ یہی منہج جماعت اسلامی کا ہے جو انتخابی سیاست کے ذریعے نظام کی تبدیلی کی خواہاں ہے۔ لیکن ستتر سال کا طویل عرصہ بیت جانے کے باوجود حالات مزید بدتر سے بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ تاہم اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نظام کی مکمل اصلاح نہ سہی کم از کم اسمبلیوں میں دینی فہم وبصیرت رکھنے والے عناصر اور اسلام پسند سیاسی جماعتوں کی موجودگی کے جزوی فوائد تو ضرور ہیں۔ انتخابی سیاست کے ذریعے اسمبلیوں میں اپنی نمائندگی سے کسی قدر آئینی اور دستوری اصلاح تو ممکن ہے جو اپنی جگہ ایک اہمیت کی حامل ہے۔ علاوہ ازیں انتخابی سیاست کے ذریعے مکمل نظام عدل وقسط کا نفاذ ایک سراب سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ بعض اہل علم کے نزدیک نظام عدل وقسط کے نفاذ میں مصلحت، سد الذرائع اور عرف وغیرہ کا لحاظ رکھتے ہوئے انہی قواعد عامہ کے تحت انتخابی سیاست کے ذریعے اصلاح کی جدوجہد کا جواز نکلتا ہے چونکہ پاکستان میں انتخابی سیاست جیسے نظام کا غلبہ ہے لہٰذا اس نظام کے تحت رہتے ہوئے ہمیں اپنا ووٹ داعی اسلام جیسی تحریکوں، جماعتوں اور اسلام پسند اشخاص کو دینا چاہیے، تاہم قیام پاکستان سے اب تک کے تمام تاریخی حقائق اس نظام کے خلاف ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ ابھی ماضی قریب ہی میں جس طرح انتخابی سیاست کے ذریعے الجزائر میں اسلام پسند جماعت کامیاب ہوئی تھی اور مصر میں الاخوان المسلمون نے حکومت بنائی ، کیا اس کو چلنے دیا گیا۔؟ ان کو (bad democracy) بری جمہوریت قرار دے کر ان کی حکومت کو کچل دیا گیا۔ اس ضمن میں تنظیم اسلامی کا مؤقف یہ ہے کہ پاکستان میں نفاذ شریعت کے لئے یہ طریق کار لاحاصل ہے "اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں وڈیروں ، جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کا غلبہ ہے اور ایسی صورت حال میں عوامی رائے رائے کی آزادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ جن دینی جماعتوں نے انتخابی سیاست کا راستہ اختیار کیا وہ 77 برسوں میں نفاذ اسلام کی طرف ایک قدم نہیں بڑھ سکے[35]۔

ب: بغاوت وقتال:

جیسے افغان طالبان نے جہاد وقتال کا طریق کار اختیار کرتے ہوئے نفاذ شریعت (نظام عدل وقسط) کی منزل حاصل کی ہے۔ اسی طریق کار کو تحریک طالبان پاکستان نے پاکستان میں اختیار کیا ہے۔ اس ضمن میں تنظیم اسلامی اور دیگر جید علماء کا مؤقف ہے کہ یہ طریق کار پاکستان اور مسلم معاشروں

---

[33] Iqbāl, Muḥammad. *Ẓarb-i Kalīm.* Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1986, 149.

[34] Madanī, Thanā' Allāh. *Fatāwā Thanā'iyya Madaniyya.* Lahore: Dār al-Irshād, 1:633–638.

[35] Shaikh, Shujāʿ al-Dīn. "Pākistān meṅ Nafādh-i Dīn-i Islām: Kyūṅ aur Kaise?" *Na dā-yi Khilāfat,* September 28 – October 4, 2021.

کے لئے موزوں نہیں ہے کیونکہ یہاں مقابلہ مسلمان حکمرانوں، جاگیرداروں، مسلح افواج اور پولیس سے ہے اور کسی کلمہ گو مسلمان کا قتل ہرگز جائز نہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں قتال کی بنیادی علت ظلم ہے اور ظالم حکمران چاہے مسلم ہو یا کافر اس کے ظلم سے نجات کے لئے قتال جائز ہے لیکن یہ قتال اس صورت میں ہو گا جب طاقت اور مقابلہ کی استطاعت ہر لحاظ سے موجود ہو۔ واضح رہے کہ اسلام نے کچھ مخصوص مقاصد کے حصول کے لیے قتال کو جائز یا فرض قرار دیا ہے، اس میں سب سے پہلے ظلم کا خاتمہ اور عدل و انصاف کا بول بالا ہے۔ لہٰذا قتال حَسَنٌ لذاتہ نہیں ہے بلکہ حسن لغیرہ ہے[36]۔

ظلم کے خاتمے کے لیے ظلم کے پیش خیمہ بننے والے انسانوں کا قتل جائز قرار دیا گیا ہے۔ اب جس مقصد کے لیے جہاد و قتال کو فرض یا جائز کہا گیا ہے اگر وہ مقصد ہی پورا نہ ہو اور جہاد و قتال سے ظلم ختم ہونے کی بجائے بڑھ رہا ہو تو اہل علم کے نزدیک یہ جہاد و قتال جائز نہیں، اس لئے کہ پاکستانی افواج اور عوامی عسکری گروپس میں قوت و تعداد کی نسبت و تناسب تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ خدانخواستہ مسلمانوں کی باہمی لڑائی میں مزید انتشار، ذہنی و فکری بگاڑ کے پھیلنے، طوائف الملوکی عام ہونے اور ریاستی ظلم کے اضافہ کا سبب بنے گا، ایسی صورت حال میں سب سے زیادہ فائدہ کس کو ہو گا؟ امریکہ، اسرائیل اور انڈیا کو یا تحریک طالبان پاکستان کو؟ یہ عالمی طاقتیں یہی چاہتی ہیں کہ پاکستانی افواج اور عوام کو لڑوا کر دونوں کو کمزور کر دیا جائے اس لیے ماضی قریب میں انہوں نے حکومت کو وزیرستان پر حملے کی ترغیب دی۔ جس کے نتیجے میں کئی فوجی آپریشن ہو چکے ہیں۔ کیا اس سے دہشت گردی کا خاتمہ ہوا؟ بلوچستان میں صوبائی و لسانی عصبیت کے نام پر قتل و غارت عروج پر ہے اور ابھی ہماری حکومت صوبہ خیبر پی کے میں پھر مزید فوجی آپریشن کا ارادہ رکھتی ہے جس کی وجہ سے ہماری عوام میں شدید پھیل اضطراب پھیل رہا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے مخلص دینی مزاج رکھنے والے طبقے کا المیہ یہ ہے کہ نظام عدل وقسط کے نفاذ کے لئے ان کے ذہن میں بغاوت و قتال کے منہج کے علاوہ کوئی اور طریق کار ہی نہیں ہے جو فی زمانہ حکومت اور کسی عوامی تحریک کے مابین طاقت کے عدم توازن کی وجہ سے ناقابل عمل ہونے کے ساتھ ساتھ ناممکن بھی ہو چکا ہے۔ اور اس طریق کار کی اتنی تیزی سے پھیلنے کی بنیادی وجہ ہمارے حکمرانوں کے حد سے بڑھتے ہوئے مظالم کا رد عمل ہے۔

نظام عدل وقسط کے نفاذ کے طریق کار کے بارے میں ایک طویل جدوجہد کے بعد سوات، مالاکنڈ کے مولانا صوفی محمد صاحب کو بھی یہ حقیقت بڑی اچھی طرح سمجھ میں آگئی تھی کہ پاکستان میں عسکریت و قتال کے ذریعے کامیابی ناممکن ہے، لھٰذا انہوں نے بھی اپنے اس طریق کار سے رجوع کر لیا۔ پاکستان میں عوامی تحریکوں کا عسکری راستوں سے کامیابی حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے کیونکہ عسکری تنظیموں اور ریاست میں طاقت کا عدم توازن بہت زیادہ ہے لہٰذا اس طریق کار کی وجہ سے جو کچھ ہوا آج پاکستانی عوام اس خروج و قتال کے ثمرات اور نتائج کو ماضی قریب میں بھی بھگت چکے ہیں اور آج بھی بھگت رہے ہیں۔

دین حق کے نفاذ اور نظامِ خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے والی ایک تحریک حزب التحریر کا لائحہ عمل، اہل علم کے نزدیک کسی قدر قابل عمل ہے کہ اگر افواج پاکستان میں سے ہی کچھ دینی فہم و بصیرت رکھنے والے حضرات انقلاب لانے کی کوشش کریں تو انشاء اللہ کامیابی کا امکان

---

36 اللہ تعالیٰ نے جو احکامات دیئے ہیں انہیں فقہاء اسلام نے دو طرح تقسیم کیا ہے۔ ایک حسن لذاتہ اور دوسرا حسن لغیرہ۔ حسن لذاتہ سے مراد وہ احکام ہیں جو فی نفسہ اسلام میں مطلوب ہیں جیسے نظام عدل وقسط کا نفاذ مطلوب ہے یہ حسن لذاتہ ہے جبکہ حسن لغیرہ ان احکامات کو کہتے ہیں جو فی نفسہ مطلوب نہ ہوں جیسے قتال فی نفسہ مطلوب نہیں لیکن نظام عدل وقسط کے قیام کے لئے مزاحم طاقتوں کے خاتمے کے لئے ضروری ہے۔ اسلام نے لڑائی جھگڑے کو فی نفسہ ناپسند قرار دیا ہے۔

Zuhailī, Wahbah. *Uṣūl al-Fiqh al-Islāmī.* Damascus: Dār al-Fikr, 1986, 1:130.

روشن ہے۔ ظلم پر مبنی نظام کے خاتمے اور نظام عدل و قسط کے نفاذ کے لیے اگر فوج میں ہی کوئی بڑی عظیم تعداد میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے اور بڑی حکمت و دانائی سے کام لیتے ہوئے اور وسیع پیمانے کے جانی نقصان سے اجتناب کرتے ہوئے چند متقی صالح جرنیل اقتدار حاصل کر لیتے ہیں تو اس طریقے سے بھی نظام حق کے نفاذ کی ایک قابل عمل صورت پیدا ہوسکتی ہے[37]۔ جس میں مصلحت، سد الذرائع اور عرف وغیرہ جیسے قواعد عامہ کا لحاظ رکھا گیا ہو جیسے ماضی میں سعودی عرب کے شاہ عبد العزیز نے نفاذ شریعت کی خاطر سلطنت عثمانیہ کے خلاف خروج کا طریق کار اختیار کیا ۔اس ضمن میں علامہ اسد لکھتے ہیں ابتداءً اس نے یہ سب کچھ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کیا مگر بعد میں اس نے اس سے انحرف کر لیا[38]۔ جہاں تک افواج پاکستان میں بریگیڈیر یا کرنل لیول کا تعلق ہے تو اس میں کامیابی کے امکانات ناممکنات میں سے ہیں اس میں سوائے ظلم اور بگاڑ کے کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے جیسا کہ خلافت آپریشن میں یہ سب کچھ ہو چکا ہے۔

پاکستان میں عوامی عسکری تنظیمیں جیسے TTP، پاکستان میں چونکہ اب یہ تحریکیں پیدا ہو چکی ہیں تو اس بات کی اشد ضرورت ہے اور حکمت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ ان کا رُخ جہاد کشمیر اور عراق، جہادِ فلسطین اور شام کی طرف موڑ دیا جائے۔ یہی ایک میدان ہے جہاں پاکستان کی عسکری و جہادی تنظیموں کو فٹ کیا جاسکتا ہے تاکہ مسلمانوں کے اصل دشمن اور شر کے منبع امریکہ، انڈیا اور اسرائیل کو کمزور کیا جائے۔ امریکہ اور نیٹو فورسز میں ظلم و کفر دونوں صورتیں بدرجہ اتم موجود ہیں اور اسلام ظلم کی حکومت کو کبھی برداشت نہیں کرتا۔ اس کے برعکس مسلمان حکمرانوں کی تکفیر اور ان سے لڑائی میں اہل علم کے ہاں شدید اختلاف پایا جاتا ہے اور اس مسئلے میں اہل علم کی کثیر تعداد ان دونوں کی قائل نہیں ہے کشمیر، فلسطین اور عراق کا جہاد جہاد آزادی ہے کیونکہ ان تینوں مقامات پر جہاد کا اصل مقصد کسی اسلامی نظام کا قیام نہیں بلکہ مسلمانوں کی اجتماعیت کو کفار کے ظالمانہ اقتدار سے نجات دلانا مقصود ہے۔ پس اعلیٰ ترین قتال فی سبیل اللہ کی صورت ماضی قریب میں جہاد افغانستان کی تھی جس کے بارے میں ڈاکٹر حافظ محمد زبیر لکھتے ہیں "بلاشُبہ افغانستان کا جہاد "جہاد فی سبیل اللہ" تھا اور اس پر علمائے امت کا تقریباً اتفاق ہے"۔ امریکی اور نیٹو فورسیس کے نکل جانے کے بعد افغانستان میں عمارت اسلامیہ کے قیام کے بعد اب جہاد فی سبیل اللہ کی نوعیت تبدیل ہو چکی ہے۔ اور اس کے بعد فلسطین، عراق اور کشمیر کے جہاد کے لئے میدان کھلے ہیں۔ جہاں تک پاکستانی حکومت کے خلاف خروج یا پاکستانی سیکیورٹی فورسز سے قتال کا معاملہ ہے تو اس کے بارے میں جمیع مکاتب فکر کے جمہور اہل علم کا کہنا یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے اور اس کے بارے میں کئی ایک اجتماعی فتاویٰ بھی جاری ہو چکے ہیں۔[39]

ج: تحریک واحتجاج

پاکستان میں نظام عدل و قسط کے نفاذ کا تیسرا منہج تحریک و احتجاج کا ہے۔ اس منہج کو پیش کرنے والے بانئ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد ہیں۔ انہوں نے اپنی کتابوں "منہج انقلاب نبوی" اور "رسول انقلاب کا طریق انقلاب" میں اس منہج کے طریق کار کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ انہوں نے نظام کی تبدیلی کا جو طریق کار پیش کیا ہے اس میں نبوی منہج، دعوت و جہاد کے حوالے سے مصلحت، سد الذرائع اور عرف کو پیش

[37]Muḥammad Zubair, Ḥāfiẓ, *ʿAṣr Ḥāẓir mein Takfīr, Khurūj, Jihād aur Nifādh-e-Sharīʿah kā Manhaj* (Lāhaur: Maktabah Raḥmat al-ʿĀlamīn, 2013ʾ), 252.

[38] Maryam Jamila. *Islam in Practice and Theory*. Lahore: Mohammad Yusuf Khan & Sons, 1978, 38.

[39] Muḥammad Zubair, *ʿAṣr Ḥāẓir mein Takfīr...*, 253.

نظر رکھا ہے۔ڈاکٹر صاحب کے مطابق پاکستان کی بقا اور استحکام[40] صرف اور صرف اسلام سے وابستہ ہے[41]۔اور بالکل یہی رائے مولانا مظہر الدین صدیقی کی اور جمیع مکاتبِ فکر کی ہے[42]۔ ڈاکٹر اسرار احمد کے نزدیک ایسے حالات میں پاکستان میں اگر اسلام(نظام عدل وقسط نافذ ہو) آسکتا ہے تو وہ صرف اور صرف انقلابی عمل(یعنی تحریک واحتجاج) کے ذریعے سے ہی آسکتا ہے[43]۔2010ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں دیوبندی مکتبہءفکر کے علماء کا اجلاس ہوا، اس اجلاس کے متفقہ اعلامیہ میں لکھا گیا کہ پاکستان میں جتنے مسائل ہیں ان کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر اسلامی شریعت نافذ نہیں ہے ۔لہٰذا اب چاہئے کہ پر امن ، منظم اور غیر مسلح تحریک کے ذریعے نفاذ شریعت کے لئے جدوجہد کا آغاز کیا جائے[44]۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ صاحب کے اس منہج کے مطابق تربیت یافتہ، متقی، صالح و مخلص افراد کی معتد بہ تعداد پُر امن عوامی احتجاج، مظاہروں، دھرنوں، کانفرنسوں، سیمیناروں اور لانگ مارچوں کے ذریعے حکومت وقت سے اسلام کے نظام عدل وقسط کے نفاذ کا مطالبہ کریں اور اس مطالبے کے نتیجے میں یا تو حکومت وقت آئینی، دستوری اور قانونی سطح پر اسلامی شریعت نافذ کر دے یا پھر اقتدار اسلام پسندوں کے لیے چھوڑ دے۔اس طریق کار سے اجتماعی اور قانونی سطح پر تو اسلام نافذ ہو جائے گا لیکن افراد کے قلوب واذہان پر اسلام نافذ کرنے کے لیے دعوت و تبلیغ کی ضرورت باقی رہے گی۔اس کے لیے بہترین طریقہ تبلیغ تواصی بالحق اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[45]

اے مسلمانوں تم میں لازماًایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے اور انہیں معروف کا حکم دے اور منکر سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے مسلمانوں ہی کی ایک جماعت کو مسلمانوں میں ہی خیر کی دعوت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم دیا ہے۔قرآن کریم میں دس مقامات ایسے ہیں جن میں باہمی لزوم کے ساتھ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا تذکرہ موجود ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کے نظام عدل وقسط کے نفاذ کے باوجود افرادِ امت کی اصلاح کے لیے دعوت و تبلیغ، تواصی بالحق، تواصی بالصبر اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ضرورت باقی رہتی ہے۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر نظام عدل وقسط کے نفاذ میں دعوت اور جہاد کے مابین ایک اصطلاح ہے۔اس اصطلاح میں امر بالمعروف کا زیادہ تعلق دعوت اور نہی عن المنکر کا تعلق جہاد سے ہے۔احتجاجی سیاست کے اس طریق کار کی کامیابی کا انحصار اس پر ہے کہ جمیع مسالک و مکاتب فکر کے علماء، اسلامی و جہادی تحریکیں اور جیسے کہ 1951ء میں مختلف فقہی مکاتب فکر

---

[40]استحکام پاکستان کے عنوان سے ڈاکٹر صاحب کی ایک مفصل تصنیف ہے جس میں انہوں نے بھرپور دلائل کے ساتھ اس حقیقت کو واضح کیا ہے استحکام پاکستان اسلامی نظام سے وابستہ ہے۔

Aḥmad, Isrār. *Istiḥkām-i Pākistān.* Lahore: Maktabah Khuddam-ul-Qur’ān, 1988.

[41] Aḥmad, Isrār. *Minhāj-i Inqilāb-i Nabavī.* Lahore: Maktabah Khuddam-ul-Qur’ān, July 2011, 9.

[42]اسلام اور مذاہب عالم کے آخری باب میں مولانا نے اسی حوالے سے تفصیلاً لکھا ہے اور استحکام پاکستان کے ضمن میں وہ لکھتے ہیں کہ ان چاروں صوبوں کا اتحاد اسلامی نظام کے نفاذ سے ممکن ہے۔

[43] Aḥmad, Isrār. "Islām aur Mazāhib-i ʻĀlam." In *Minhāj-i Inqilāb-i Nabavī,* 10.

[44] *Roznamah Islam.* Lahore: April 17, 2010; *Maḥnāmā Nuṣrat al-ʻUlūm.* May 2010.

[45] Āl ʿImrān 3:104.

کے 31 جید اور سربر آوردہ علماء کرام نے کامل اتفاق رائے کے ساتھ ملکی دستور کو اسلامی بنانے کے لئے 22 نکاتی فارمولا پیش کیا، نظریاتی طور پر اس 22 نکاتی فارمولے اور قرار دادِ مقاصد کی روشنی میں ایک بہت بڑی احتجاجی تحریک کی بنیاد رکھیں جس کا منشور نظام عدل کا قیام اور ظلم کا خاتمہ ہو۔ یہ تحریک اس وقت کامیاب ہوسکتی ہے جبکہ اس میں احیائے سنت، اخلاص عمل، رضائے الٰہی اور اخروی نجات جیسے مقاصد پیش نظر ہوں اور اگر متفرق مسالک، مذہبی جماعتوں اور اسلامی تحریکوں کا احتجاجی تحریک میں شمولیت کا مقصد وزارتوں اور عہدوں کی بندر بانٹ میں اپنا حصہ لینا اور اقتدار کی بہتی گنگا میں اپنے ہاتھ دھونا ہو گا تو پھر ایم ایم اے (متحدہ مجلس عمل) کا سرحد میں لایا ہوا اسلام سب کے سامنے رہنا چاہیے۔[46]

تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان کا قیام بھی ایک تحریک ذریعے ممکن ہوا، پھر ختم نبوت کے معاملے پر جس تحریک کا آغاز 1948 میں ہوا وہ 1974 میں کامیاب ہوئی، قادیانی مسئلے کا قانونی حل منظر عام پہ آیا۔ ماضی قریب میں انقلابِ ایران اور پاکستان میں چیف جسٹس کی بحالی کے لیے وکلاء کی تحریک اور لانگ مارچ اسی طریقہ کار کی کامیابی کے شواہد ہیں۔ اسی طرح ماضی میں تیونس اور مصر میں عوام الناس کے احتجاج کے ذریعے جو ظالم حکومتوں کا خاتمہ ہوا ہے وہ بھی اس احتجاجی منہج کی مثالیں ہیں۔

پاکستان میں احتجاجی تحریک کے ذریعے اسلامی انقلاب بپا کرنے کے لیے پر خلوص، بے لوث، بے غرض، بے لاگ نوجوانوں کی ضرورت ہے کہ جو ہر طرح کی فرقہ واریت، جماعتی تعصب اور مذہبی انتہا پسندی کے عناصر سے پاک ہوں اور ان کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف الحُب للہ اور البغض للہ ہو۔ آج پوری امت اس عذاب سے صرف اسی صورت میں نکل سکتی ہے کہ کم از کم کسی ایک ملک میں اللہ کا دین حق اور اس کے نظام عدل وقسط کو قائم کر کے پوری دنیا کو اس کی نعمتیں، بہاریں دکھائی جائیں اور دعوت دی جائے کہ آؤ دیکھو یہ ہے نظام حق! یہ ہیں اسلام کی برکتیں، رحمتیں اور سعادتیں..... یہ ہے اس مملکت خداداد کا امن وامان، حریت و مساوات! جس میں کوئی اعلیٰ اور ادنیٰ کا فرق نہیں، جس میں کوئی محروم نہیں، ہر ایک کو اس کا حق مل رہا ہے بہر حال پاکستان کی بقاء اسی میں ہے کہ یہاں اسلامی انقلاب آئے۔ یہی اس کی وجہ جواز ہے۔

سوچنے کا مقام ہے کہ اسلامی بنیادوں پر قائم ہونے والا ایٹمی پاکستان سیاسی، معاشی، معاشرتی اور ہر ہر سطح پر زبوں حالی کا کیوں شکار ہے جب کہ ہم سے صرف تین برس قبل عالمی استعماری قوتوں سے آزاد ہونے والا ملک امارت اسلامیہ افغانستان، جو کہ گذشتہ پچاس برسوں سے عالمی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں، خون ریزی اور جنگوں کی آماجگاہ بنا رہنے کے باوجود، جس کے بارے میں دنیا بھر کے معاشی ماہرین کا کہنا تھا کہ افغانستان کی امارت اسلامیہ اول تو عالمی متمول اقوام کی محتاج ہو گی وگرنہ جلد ہی معاشی اور معاشرتی سطح پر ناکام ہو جائے گی[47]۔ لیکن اس کے برعکس آج دنیا اعتراف کرنے پر مجبور ہے مختلف اشاریوں سے معاشی اور سماجی لحاظ سے بہتری آئی ہے۔ اتنی سخت پابندیوں کے باوجود افغانستان کی معیشت کا مضبوط ہو جانا کسی معجزے سے کم نہیں۔ لیکن ان انتہائی نامساعد حالات کے باوجود امارت اسلامیہ افغانستان اپنے طے شدہ دین حق کے نفاذ کے راستے پہ گامزن ہے۔

---

[46] Muḥammad Zubair, *ʿAṣr Ḥāẓir mein Takfīr...*, 255.

[47] افغانستان کے 9 ارب ڈالر کے وہ مالی وسائل جو امریکہ میں موجود تھے انہیں منجمد کر دیا گیا، داعش جیسی دہشت گرد تنظیم کے ذریعے تخریبی کاروائیوں کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ مسلم ممالک بالخصوص اور دیگر ممالک بالخصوص امارت اسلامیہ افغانستان کو 15 اگست 2021 کے بعد فوری طور پر تسلیم کر لیتے۔ لیکن افسوس کہ آج تین برس گزر جانے کے باوجود سوائے چائنہ کے باضابطہ طور پر کسی ملک نے تسلیم نہیں کیا تھا اور چند روز قبل افغان طالبان کے سفیر نے باضابطہ طور متحدہ عرب امارات میں اپنا منصب سنبھال لیا ہے۔ برادر ہمسایہ ملک پاکستان کی طرف سے سرد مہری بلکہ سرد جنگ آج تک جاری ہے۔۔۔ قصہ مختصر بین الاقوامی سطح پر ہر لحاظ سے افغانستان کو تنہا کرنے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو اہل علم کی ایک تعداد، مختلف دینی جماعتیں اور تنظیمیں ایک عرصے سے اس بات کی یاددہانی کروارہی ہیں کہ پاکستان کی بقاء اور استحکام کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ ممکن نہیں کہ جس مقصد کے تحت پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیاہے اسے عملی تعبیر دی جائے یعنی اسلام کا نظامِ عدل وقسط یہاں نافذ کیاجائے۔عصر حاضر میں پاکستان کے لئے انتہائی ناگزیر ہے کہ اسلامی فلاحی مملکت بن کر دنیا کے سامنے عملی نمونہ پیش کرے۔

مبحث ثالث: اسلام کے عالمی نفاذ کے لئے خدائی تدابیر

گذشتہ چارسو سالہ علمی، نظریاتی وتحریکی خزانہ اوروراثت پاکستان کے پاس ہے۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ گیارہویں صدی ہجری سے کار تجدید واصلاح کے لئے تمام مجددین برعظیم پاک وہند میں پیدا ہوئے ہیں۔حضرت شیخ احمد سرہندیؒ المعروف مجددالف ثانی اور شیخ عبدالحق محدثؒ دہلوی یہ حضرات صاحبان ہمت وعزیمت ان جیسی شخصیات پورے عالم اسلام میں کہیں اور نظر نہیں آتی۔بارہویں صدی میں امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ جیسی جامعیتِ کبریٰ کی حامل شخصیت قرون اُولیٰ کے بعد پوری اسلامی تاریخ میں کہیں اور نظر نہیں آتی، انہیں بجاطور پر جدید عمرانیات بانی کہاجاسکتاہے۔تیرہویں صدی ہجری میں مجاہد کبیر، شہید عظیم سیداحمد بریلویؒ جہنوں نے سرزمینِ ہند میں پہلی بار خالص طریق نبویؐ پر ایک ایسی تحریک جہاد برپاکی کہ دورِ صحابہ کی یاد تازہ کردی۔چودھویں صدی ہجری میں بھی جتنے عظیم ارباب ہمت وعزیمت میدانِ تجدید واصلاح کے ماہر برِعظیم پاک وہند میں ہی پیدا ہوئے، پوراعالم اسلام میں کمیت (quantity) وکیفیت (quality) کے اعتبار سے ان کی مثال نہیں ملتی۔ماضی قریب میں چونکہ عالم اسلام پر سامراجی تسلط کے باعث تعلیم وتربیت کے دو مستقل میدان معرض وجود میں آگئے تھے چنانچہ دینی تعلیم وتربیت کے قدیم نظام سے فیضیاب ہونے والوں میں سے شیخ الہند مولانا محمودالحسنؒ جیسی عظیم ہمہ گیر شخصیت بھی یہاں پیدا ہوئی اور جدید نظامِ تعلیم، کالجوں یونیورسٹیوں سے مستفید ہونے والوں میں ڈاکٹر علامہ اقبالؒ جیسی نابغہء روزگار ہستی جنھیں رومیٔ ثانی بھی قرار دیا جاتا ہے اسی سرزمین سے اُٹھی۔اس پر مزید کہ علماء کے حلقوں میں سے ایک عظیم جماعت "تبلیغی جماعت" کے نام سے اسی سرزمین سے اُٹھی جس کی تبلیغی سرگرمیاں نہ صرف عالمِ اسلام بلکہ الحمدللہ پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔یہاں اہلِ بصیرت کے لئے دعوتِ فکر ہے کہ کیا یہ سب کچھ محض اتفاق ہے یا اس سے مشیت ایزدی کا کوئی ارادہ ظاہر ہورہاہے؟ اوراس پر مزید پاکستان کا قیام ایک معجزہ ہے کہ ایک طرف ہندو قوم جس کے نزدیک بھارت کی تقسیم گاؤماتا کی تقسیم کے مترادف تھی جبکہ دوسری جانب قابض حکمران انگریز کی ہمدردیاں واضح طور پر کانگرس کے ساتھ تھیں۔پھر اللہ کی قدرت قیام پاکستان کے بعد قرارداد مقاصد کی منظوری گویا منتخب پالیمنٹ نے اجتماعی سطح پر کلمہ لَاالٰہ اِلا اللہ مُحَمدُرَسُولَ اللہ پڑھ لیا۔اس پر مستزاد نفاذ شریعت کے معاملے میں معترضین کا اعتراض کہ کس فرقے کا اسلام؟ توجواب میں اسلام کے تمام مکاتب فکر کے اکتیس / 31 علماء نے نفاذ اسلام کے لئے 22 نکات پیش کردیے۔علاوہ ازیں 1973ء کے آئین میں اسلامی دفعات کا شامل ہونا اور 1974ء میں پارلیمنٹ کی جانب کی جانب سے قادیانیوں کو متفقہ طور غیر مسلم قرار دیا جانا یہ سب اشارات ہیں کہ پاکستان نے اسلام کے عالمی غلبے میں اہم کردار ادا کرنا ہے۔

اسلام کے عالمی غلبے میں پاکستان کا کردار

اس عالمی غلبے کے بارے میں احادیث نبویہ میں واضح اشارات موجود ہیں کہ اسلام کے عالمی غلبے کا آغاز اسی خطہ ارضی یعنی پاکستان اورافغانستان کے اسی حصے سے ہوگا جسے رسول اللہ کے دور مبارک میں خراسان کہاجاتا تھا۔امام مہدی کی نصرت کے لئے جو افواج روانہ ہوں گی ان کا تعلق بھی اسی خطے سے ہے۔

نبی کریم ﷺ حدیث کے مطابق:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُودٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِإِيلِيَاءَ[48]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں ان جھنڈوں کو کوئی چیز پھیر نہیں سکے گی یہاں تک کہ ایلیاء میں یہ نصب کیے جائیں گے۔(رسول اللہ ﷺ کے دور میں بیت المقدس کو ایلیاء کہا جاتا)

درج بالا حدیث کی روسے بیت المقدس پر یہودیوں کا قبضہ ہوگا اور خراسان سے فوجیں جاکر اسے آزاد کروائیں گی۔ان احادیث کا علم ہم سے زیادہ ان یہودونصاریٰ کو ہے اس لئے انہوں نے افغانستان(خراسان)میں صلیبی جنگ کا آغاز کیا تھا۔انہوں نے اس علاقے کو اس لئے بھی میدان جنگ بنایا کہ طالبان نے افغانستان میں اسلام کے عادلانہ ومنصفانہ نظام کی ایک جھلک دکھادی تھی،اگرچہ وہ اسلام کا مکمل نظامِ عدل وقسط تو نافذ نہ کر سکے تھے،نہ ہی وہاں اسلام کا سیاسی نظام تشکیل پایا تھا نہ معاشی نظام،صرف چند اسلامی سزائیں نافذ ہوئیں تھیں اور افغانستان کا نوے فیصد علاقہ جرائم سے پاک اور امن وسکون قائم ہو گیا تھا۔یہی وہ علاقہے جس کے بارے میں عالم عرب کے معروف مؤرخ امیر شکیب ارسلان لکھتے ہیں "اگر دنیا بھر میں اسلام پر کوئی بھی عمل پیرا ہونے والا نہ رہے اور کہیں بھی اسلام میں زندگی کے آثار اور رمق باقی نہ رہے تب بھی کوہ ہمالیہ اور کوہ ہندوکش کے وسط میں رہنے والوں کا اسلام پر عمل پیرا ہونے کا عزم جوان رہے گا"[49]۔

انہی حقائق کی بنیاد پر علامہ اقبال نے کیا خوب کہا!

میر عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے   میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے[50]

ہمارے ہاں سیکولر طبقے میں فرزندِ اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال کو بڑی پذیرائی حاصل ہے۔وہ روسی افواج کے انخلاء کے بعد طالبان کے دور اول کے زمانے میں کابل میں آٹھ دس دن گزار واپس آئے تو جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا جو حالات میں وہاں دیکھ کر آیا ہوں اگر چند اور مسلمان ملکوں میں بھی یہی کچھ ہو جائے تو پوری دنیا اسلام لے آئے گی۔یہی وجہ ہے اسرائیل کا پشتیبان امریکہ اور یورپ نے اپنے طور پر"Nip the evil in the bud"افغانستان پر حملہ کر دیا۔اپنی تمام تر سائینسی ٹیکنالوجی کے باوجود بیس/20 سالوں کی ہزیمت کے اُٹھانے کے بعد جوتیاں سر پہ رکھ کر بھاگنے پر مجبور ہوگئے۔اب یہ حقیقت کھل کر ساری دنیا کے سامنے آچکی ہے۔

لہٰذا ہمیں قرآن کریم کی ان آیات اور رسول اللہؐ کی احادیث کو حرز جان بنانا چاہیے جن میں کل عالم دنیا پر دین حق کے غلبے کی خوشخبریاں دی گئی ہیں اس کا آغاز پاکستان اور اسی سرزمین سے ہونا ہے۔رسول اللہؐ کی رسالت کل روئے ارضی اور تمام انسانیت کے لئے ہے۔ظلم وستم کی چکی میں پسی ہوئی انسانیت رسول اللہ ﷺ کی تکمیل رسالت اور غلبہ ءاسلام کے لیے تشنہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے خود نبی کریمؐ کی زبان سے یہ کہلوایا" قُلْ يَا

[48] al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn Sūrah ibn Shadād, *al-Sunan*, Kitāb al-Fitan, Bāb mā jāʾa fī al-nahy ʿan sabb al-riyāḥ, 2269.

[49] al-Amīr Shakīb Arslān, *Limādhā Taʾakhkhara al-Muslimūn wa Limādhā Taqaddama Ghayruhum* (Muʾassasah Hindāwī li-Nashr al-Maʿrifah wa al-Thaqāfah wa al-Ghayr Hādifah li-l-Ribḥ, 18 Yūniyū 2019).

[50] Iqbāl, Dr., *Bāng-i-Darā*, "Hindūstānī Bachchon kā Qaumī Gīt," *Kulliyāt-i-Iqbāl* (Shaykh Ghulām ʿAlī and Sons, Lāhaur, November 1986), 87.

أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا"[51] "اے محمدؐ (ڈنکے کی چوٹ) کہہ دو: اے لوگو بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"۔ دین اسلام کی شان یہ ہے کہ "لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ"[52] تاکہ آپؐ دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب کر دیں۔ یہاں غور کرنے کا مقام ہے کہ بعثتِ محمدیؐ کا مقصد تب پایہء تکمیل پر پہنچے گا جب کل نوعِ انسانی پر اللہ کا دین غالب آجائے گا۔ اسی مقصد کو علامہ اقبالؒ نے جوابِ شکوہ میں یوں بیان کیا ہے۔

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے　　　نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے[53]

یہ کام ابھی باقی ہے پوری نوعِ انسانی تک تو یہ دین نہیں پہنچا اور نہ ہی کل روئے ارضی پر اللہ کے دین کا غلبہ ہوا ہے۔ ہم مسلمانوں کو اپنی لوح قلب پر لکھ لینا چاہیے کہ اس دین حق کو پوری دنیا پر غالب ہو کر رہنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا[54]

اللہ تعالیٰ نے میرے لیے کل زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب دیکھ لیے اور سن رکھو! میری امت کی حکومت ان تمام خطّوں پر قائم ہو کر رہے گی جو زمین کو سکیڑ کر مجھے دکھائے گئے ہیں۔

ایک اور حدیث جو حضرت مقداد بن اسودؓ سے مروی ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا:

لَا يَبْقَى عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ، وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ كَلِمَةَ الْإِسْلَامِ، بِعِزِّ عَزِيزٍ أَوْ ذُلِّ ذَلِيلٍ، إِمَّايُعِزُّهُمُ اللهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ أَهْلِهَا، أَوْ يُذِلُّهُمْ فَيَدِينُونَ لَهَا[55]

اس روئے زمین پر نہ کوئی گھر اینٹ گارے کا بنا ہوا باقی رہے گا نہ ہی کمبلوں کا بنا ہوا کوئی خیمہ بچے گا جس میں اللہ اسلام کو داخل نہ کر دے چاہے کوئی خوشی سے یا نہ خوشی سے (یعنی وہ جزیہ ادا کریں گے)۔

مراد کوئی خوشی سے اسلام قبول کرلے گا اور وہ مسلمان ہو جائے گا اور ناخوشی سے مراد یہ ہے کہ اس کو جزیہ دینا قبول کرتے ہوئے دینِ اسلام کے سائے میں رہنا ہو گا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے اسلام کے عادلانہ ومنصفانہ نظام کو پاکستان میں نافذ کیا جائے جو پاکستان کے امن واستحکام اور خوشحالی کا باعث ہے۔ اور دنیا کے سامنے نظیر پیش کی جائے کہ آؤ دیکھو کہ یہ ہے امن کا گہوارہ جس میں کوئی طاقتور نہیں کوئی محکوم نہیں، جس میں اخوت ومساوات پر مبنی ایک ایسا عادلانہ نظام ہے جو ہر طرح کے ظلم وزیادتی سے پاک ہے۔ اس میں کوئی سیاسی جبر، معاشی استحصال، سماجی تفاوت نہیں اور سب سے بڑی بات جو بھی دل وجان سے دین حق کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے جدوجہد کرے گا اس کے لئے دنیا وآخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے[56]۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے ارباب اختیار کو فہم وبصیرت، یقین محکم عمل پیہم اور الفت ومحبت

[51] al-Aʿrāf 7:158.

[52] al-Tawbah 9:33.

[53] Iqbāl, Muḥammad. *Bāng-i Darā.* Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1986, 206.

[54] Muslim ibn Ḥajjāj. *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ. Kitāb al-Fitan wa Ashrāṭ al-Sāʿah, Bāb Halāk Hazhihi al-Ummah Baʿḍihim bi-Baʿḍ,* 2889.

[55] Ibn Ḥanbal, Aḥmad. *Al-Musnad.* Damascus: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 23814.

[56] al-Tawbah 9:89.

میں شیر وشِکر کردے تاکہ ہم ان شمشیروں سے مسلح ہو کر دین حق اور نظامِ عدل وقسط کو سب سے پہلے اپنی ذات پر، اپنے خاندان اور اپنے ملک پر پھر پوری دنیا پر غالب کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔ آمین یارب العالمین۔

نتائج بحث

ریاستِ مدینہ کے بعد ہے اسلام کے نام پہ معرض وجود میں آنے ملک کے قیام کو ستتر/77 سال بیت چکے ہیں مگر اہلیان پاکستان بحثیت مجموعی اپنی تمام دعاؤں اور التجاؤں کے باوجود اسلام کے نظامِ عدل وقسط کے نفاذ کی سعادتوں سے محروم ہیں۔ نتیجتاً جس کی دوہری سزا ایسے ملی کہ منافقت کا شکار ہو کر لسانی، ثقافتی اور علاقائی عصبیتوں کا شکار ہو کر ملک خداداد ہی دولخت ہو گیا اور مشرقی پاکستان نے علیحدگی کے ساتھ ہی اپنا تعارف وتشخص بھی بدل ڈالا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ بچے کھچے پاکستان میں ایک طرف صوبائی، ثقافتی اور لسانی بنیاد پر تقسیم کے شعور پر فسادات بڑھ رہے ہیں تو دوسری جانب بد دیانتی، لوٹ گھسوٹ کی وجہ سے ملک خداداد مفلوک الحالی کا شکار ہو کر قرضوں کے بوجھ تلے دب چکا ہے۔ پاکستانی مسلمانوں میں مقاصد کی یکجہتی محض قوم پرستانہ جذبے کی بنیاد پر پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ ان کو جو شے مستحکم اور سیسہ پلائی دیوار بنا سکتی ہے وہ صرف وہی مذہبی جذبہ جو قیام پاکستان کا حقیقی اور بنیادی مقصد تھا اور وہ اسلام کے نظامِ عدل وقسط کا نفاذ ہے۔ امتداد زمانہ کے ساتھ دنیا کے اہل دانش وعلم بھی اس نتیجے پہ پہنچ چکے ہیں کہ آنحضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا برپا کیا ہوا انقلاب اور خلافت راشدہ میں نافذ شدہ نظام (اسلامی نظامِ عدل وقسط) ہی امن واستحکام کا باعث ہے۔ اس نظام کے متفقہ مصادر قرآن وسنت، اجماع امت اور قیاس ہیں جبکہ مصلحت، سد الذرائع اور عرف، یہ (اسلامی شریعت) نظام عدل و قسط کے نفاذ کی بحثیں ہیں۔ سیرت النبیؐ کے مطالعہ سے ثابت ہوتا کہ انقلاب نبویؐ کا منہاج اجمالاً دو الفاظ "دعوت وجہاد" پر مشتمل ہے۔ آپؐ کی مکّی زندگی میں دعوت کا غلبہ ہے جبکہ مدنی زندگی میں جہاد غالب ہے۔ لہٰذا انقلاب نبوی کی دو سطحیں ہیں ایک انفرادی اور دوسری اجتماعی۔ انفرادی سطح پر قران وسنت سے دعوت وتبلیغ میں حکمت ومصلحت، سد الذرائع اور عرف کے لحاظ رکھنے کا حکم ہے۔ اجتماعی سطح پر نظام عدل وقسط (شریعت) کے نفاذ کا منہج جہاد ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جہاد ایک وسیع المفہوم اصطلاح ہے جس میں دین اسلام کو غالب کرنے کے لیے کی جانے والی ہر جد وجہد شامل ہے۔ مگر جہاد کا معنی صرف قتال نہیں، بلکہ یہ جہاد کے مراتب میں سے ایک اعلیٰ ترین مرتبہ ہے اس لئے قرآن وحدیث میں جہاد کی اس آخری صورت یعنی قتال فی سبیل اللہ کو بکثرت جہاد سے موسوم کیا گیا ہے۔ پاکستان میں ظلم کے خاتمے اور نظام عدل وقسط کے نفاذ کے لیے تین طریقوں سے جد وجہد جاری ہے۔ پہلا طریقہ جمہوریت اور انتخابی سیاست، جس کو اہل علم کی کثیر تعداد نے ناپسندیدہ قرار دیا ہے تاہم اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نظام کی مکمل اصلاح نہ سہی کم از کم اسمبلیوں میں دینی فہم وبصیرت رکھنے والے عناصر اور اسلام پسند سیاسی جماعتوں کی موجودگی کے جزوی فوائد تو ضرور ہیں۔ 2: بغاوت وقتال جیسے افغان طالبان نے جہاد وقتال کا طریق کار اختیار کرتے ہوئے نفاذ شریعت (نظام عدل وقسط) کی منزل حاصل کی ہے۔ جید اہل علم کے نزدیک یہ طریق کار پاکستان اور مسلم معاشروں کے لئے موزوں نہیں ہے کیونکہ یہاں مقابلہ مسلمان حکمرانوں، جاگیرداروں، مسلح افواج اور پولیس سے ہے اور کسی کلمہ گو مسلمان کا قتل ہرگز جائز نہیں۔ 3: پاکستان میں نظام عدل وقسط کے نفاذ کا تیسرا منہج تحریک واحتجاج کا ہے۔۔ احتجاجی سیاست کے اس طریق کار کی کامیابی کا انحصار جیسا کہ 1951ء میں مختلف فقہی مکاتب فکر کے جید اور سربر آوردہ علماء کرام نے کامل اتفاق رائے کے ساتھ ملکی دستور کو اسلامی بنانے کے لئے 22 نکاتی فارمولا پیش کیا تھا، نظریاتی طور پر اس 22 نکاتی فارمولے اور قرار دادِ مقاصد کی روشنی میں ایک بہت بڑی احتجاجی تحریک کی بنیاد رکھیں جس کا منشور نظام عدل کا قیام اور ظلم کا خاتمہ ہو۔ یہ تحریک اس وقت کامیاب ہو سکتی ہے جبکہ اس میں احیائے سنت، اخلاص عمل، رضائے

الٰہی اور اخروی نجات جیسے مقاصد پیش نظر ہوں۔ پاکستان کے اہل علم و دانش کے کے مطابق پاکستان کی بقا اور استحکام صرف اور صرف اسلام سے وابستہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Aḥmad, Isrār. *Istiḥkām-i Pākistān*. Lahore: Anjuman Khuddam-ul-Qur'ān, 2014.
* Shaikh, Shujāʿ al-Dīn. *Na dā-yi Khilāfat*. September 6, 2021.
* Gandhi, Mohandas K. *Gandhi on Islam*. Edited by Michael Nagler. Berkeley Hills, 2006.
* Zuhailī, Wahbah. *Uṣūl al-Fiqh al-Islāmī*. Damascus: Dār al-Fikr, 1986.
* Ibn Ḥajar, Shihāb al-Dīn Aḥmad ibn ʿAlī ibn Muḥammad ibn ʿAlī ibn Maḥmūd ibn ʿAlī al-'Asqalānī. *Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1379 AH.
* Ibn Ḥanbal, Aḥmad. *Al-Musnad*. Damascus: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, March 16, 2009.
* Ibn Qayyim, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Abī Bakr al-Jawzī. *Zād al-Ma'ād fī Hudā Khayr al-'Ibād*. Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 3rd ed., 2019.
* Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusaīn, al-Qushīrī. *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*. Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī.
* Iqbāl, Muḥammad. *Armaghān-i Ḥijāz*. Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1986.
* Iqbāl, Muḥammad. *Bāng-i Darā*. Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1986.
* Iqbāl, Muḥammad. *Ẓarb-i Kalīm*. Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1986.